اعضاء کی پیوند کاری کی جدید صورتیں واحکام

ڈاکٹر حافظ محمد یونس میو [1] ڈاکٹر شہزادی پاکیزہ [2]

Abstract:

Scientists and clinicians must become familiar with the factors that affect the emotional, physical, and spiritual health of their patients that are outside the ken of the traditionally dominant value systems. Although many researchers have addressed the cultural and ethnical factors, very few have considered the impact of religion. Islam, as the largest and fastest growing religion in the world, has adherents throughout the world, presents a complete moral, ethical, and medical framework, while it sometimes concurs conflicts with the conventional and secular ethical framework. This paper introduces to the Islamic principles of ethics in organ transplantation involving human subject to address issues of religion and religious ethics. Historical reflections are discussed as to why Muslim thinkers were late to consider contemporary medical issues such as organ donation. Islam respects life and values need of the living over the dead, thus allowing organ donation to be considered in certain circumstances. The sources of Islamic law are discussed in brief to see how the parameters of organ transplantation are derived. The concept of rewarded donation to alleviate the shortage of organs available for transplantation is assessed.

اعضاء کی پیوند کاری کی تاریخ

اعضاء کی پیوند کاری کا آغاز مصر سے ہوا جہاں دانتوں کی پیوند کاری کی جاتی تھی۔ مصر سے یونان اور روم اور پھر ہندوستان منتقل ہوا جہاں کٹے ہوئے ناک کان وغیرہ کی پیوند کاری کی جاتی تھی، یہ زمانہ قبل مسیح کا ہے۔ پھر یونان اور روم کے بعد مسلمانوں میں سولہویں صدی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد مستقل طور پر پیوند کاری کا آغاز ہوا۔

1771ء میں انگلیوں کی پیوند کاری، 1866ء میں جلی ہوئی جلد کی پیوند کاری، [1] 1881ء میں پہلی مرتبہ مردہ شخص کی جلد لے کر زندہ کی پیوند کاری کی گئی۔ [2] 1905ء میں (آنکھوں) قرینے کی پیوند کاری کا آغاز کیا گیا۔ [3] 1948ء میں ڈاکٹر ہینرج نے پہلی مرتبہ دل کی شریانوں کی پیوند کاری کی۔ [4] 1954ء میں ڈاکٹر ڈیوڈ ہیوم نے گردے کی پیوند کاری کا آغاز کیا۔ [5] 1962ء میں گردے کی پیوند کاری کا مستقل کام شروع ہوا۔ 1963ء میں ڈاکٹر جیمز ہارڈی نے پھیپھڑے کی پیوند کاری کی۔ [6] 1968ء میں ڈاکٹر توماس نے جگر کی پیوند کاری، [7] 1968ء میں ہی ڈاکٹر رچرڈ سے نے پینکریاز کی پیوند کاری پر کام کیا۔ [8] 1968ء میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر کرسٹین برناڈ نے افریقہ میں دل کی پیوند کاری کا کام کیا۔ [9]

1۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ شاہ حسین ڈگری کالج، لاہور پاکستان۔

2۔ اسسٹنٹ پروفیسر فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی، راولپنڈی پاکستان۔

1979ء میں بیضہ دانی (رحم) کی پیوندکاری کی زندہ عورت کا رحم نکال کر دوسری عورت کے لگایا گیا۔[10] لیکن رحم کی پہلی کامیاب پیوندکاری 2013ء میں ترکی میں کی گئی، ڈیریا سیرت دنیا کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے عطیہ کردہ رحم کی پیوندکاری کرائی اور کامیاب ہوئی۔[11] 1988ء میں پٹھوں کی پیوندکاری۔[12] 1989ء میں پہلی مرتبہ آنتوں کی پیوندکاری کی گئی۔[13] 1998ء میں ہاتھ کی پیوندکاری۔[14] اور 1999ء میں کلائی کی پیوندکاری کی گئی۔[15] 2003ء میں زبان کی پیوندکاری۔[16] 2004ء میں امریکہ میں پورے چہرے کی پیوندکاری کا تجربہ کیا گیا۔[17]

انسانی اعضاء کی پیوندکاری بحیثیت مجموعی ایک جدید مسئلہ ہے جو میڈیکل سائنس کی ترقی کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعض جزوی مسائل تو بہت ہی جدید ہیں۔ ان جدید طبی مسائل سے اعضائے مخصوصہ، اضافی بیضات، دماغی خلیوں اور اعصابی نظام، حدود و قصاص میں کٹے ہوئے اعضاء اور جنین کی پیوندکاری مراد ہے۔ ذیل میں مختصراً ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ضرورت سے زائد تلقیح شدہ بیضات کی پیوندکاری کا حکم

مصنوعی تخم ریزی، ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور متبادل ماں میں مصنوعی حمل کاری کے بعد جو بیضات اضافی ہوں ان کی پیوندکاری جائز ہے یا نہیں، اس مسئلے میں معاصر علماء کی دو آراء ہیں۔

پہلی رائے یہ ہے کہ ضرورت سے زائد بیضات کو پیوندکاری کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری رائے معاصر علماء میں سے اکثر علماء نے تلقیح کے بعد اضافی بیضات کو حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے پیوندکاری کے لئے استعمال کو درست قرار دیا ہے۔

مانعین کے دلائل

۱. انسانی تخلیق کی توہین ہے، اللہ نے انسان کو مکرم بنایا ہے۔[18]

۲. یہ مستقبل میں مستقل انسان بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ان کا اصل مقام رحم مادر ہے، اس لئے اس طریقے سے استفادہ کرنا درست نہیں ہے۔[19]

۳. سد ذرائع کے طور پر کیونکہ اس طرح انسان آہستہ آہستہ ایک حد سے تجاوز کر جائیگا۔[20]

مجوزین کے دلائل

ا. اضافی بیضات تلقیح کے بعد مردے کے حکم میں ہیں لہٰذا ان سے استفادہ کرنا درست ہے۔[21]

۲. جس طرح میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے اس طرح بیضات سے بھی استفادہ کرنا جائز ہے۔[22]

۳. طبّی، علمی اور انسانی حوالے سے بہت سارے فوائد وابستہ ہیں،[23] ارشاد باری ہے: **و قل ربّ زدنی علما**[24]

۴. قرآن کریم میں ہے **ثمّ جعلنہ نطفةً فی قرار مکین**[25] اس آیت کے مطابق جو رحم میں پہنچ گیا اس پر انسان کا اطلاق کیا جائیگا اور یہ تو اضافی بیضات ہیں ان پر انسان کا اطلاق نہیں ہوتا۔[26] لہٰذا مجوزین کے نزدیک اضافی بیضات سے مختلف انسانی اعضاء تیار کر کے انسانی پیوندکاری جائز ہے۔

فقہ اکیڈمیز کے فیصلے

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ

اگر تلقیح شدہ بیضوں میں سے کسی بھی طریقے سے زائد حاصل ہو جائے اس کو طبّی توجہ کے بغیر ویسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس زائد بیضہ کی زندگی طبعی طور پر ختم ہو جائے۔[27]

انڈیا فقہ اکیڈمی کا فیصلہ

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے حمل کے استقرار اور اس کی ابتدائی نشو و نما کے جدید طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اگر زوجین ہی کا نطفہ استعمال کیا جائے اور ان کو انسانی عضو کی تیاری میں استعمال کیا جائے تو جائز ہے۔[28]

زیادہ راجح یہ کہ زوجین کے تلقیح شدہ اضافی بیضات کو بے کار چھوڑنے سے بہتر یہ کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے تاکہ بوقت ضرورت ان کو استعمال کیا جا سکے۔

اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری کا حکم

میڈیکل سائنس کی تحقیق کے مطابق انسانی جسم میں اعضائے مخصوصہ دو قسم کے ہیں، کچھ اعضاء وہ ہیں جو صفات کی منتقلی کا سبب بنتے ہیں اور بعض اعضاء وہ ہیں جو صفات کی منتقلی کا سبب نہیں بنتے۔ اسی وجہ سے اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری میں معاصر علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس مسئلے میں تین مؤقف ہیں:

(الف) اعضاء مخصوصہ کی پیوند کاری حرام ہے (ب) اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری جائز ہے (ج) ایک بیضہ دانی کی پیوند کاری جائز ہے۔

مانعین کے دلائل

وہ علماء جو اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری کو حرام قرار دیتے ہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱. یہ تغیر تخلیق اللہ کی وجہ سے حرام ہے۔[29] اسی طرح حدیث عبداللہ بن مسعود (لعن اللہ الواشمات)۔[30] خصتین اور بیضین مستقبل میں جب دوسرے جسم کے ساتھ پیوند کیے جائیں گے تو اس حدیث کی بنا پر یہ عمل حرام ہو گا۔[31]

۲. حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک غزوہ میں آپ سے خصی ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے اسے منع کر دیا۔[32] وہ شخص جو اعضائے مخصوصہ دے گا وہ خصی ہو گا کیونکہ اس سے اس کی نسل ختم ہو جائے گی لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے یہ فعل حرام ہے۔[33]

۳. جس طرح مصنوعی تولید میں اجنبی عورت کے رحم کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں، اختلاط نسب کی وجہ سے اسی طرح یہاں بھی اختلاط نسب کی وجہ سے خصتین اور بیضین کو پیوند کرنے کی اجازت نہیں۔[34]

۴. اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری ضروریات اور حاجات دین میں سے نہیں ہے بلکہ تحسینات میں سے ہے لہٰذا اس کے لئے اجنبی مرد یا عورت کی شرم گاہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔[35]

۵. ایک عورت کا رحم دوسری عورت میں منتقل کرنے کی صورت میں اجارہ کی شکل پائی جاتی ہے۔ فقہا نے اس سے منع کیا ہے۔[36] یہ عمل نکاح استبضاع کے مشابہ ہونے کی وجہ سے بھی حرام ہے۔[37]

۶. مرد یا عورت کے ظاہری اعضاء تناسل، مرد کا آلہ ذکر اور نسوانی شرم گاہ، یعنی عورت مغلظہ کی منتقلی حرام اور ناجائز ہو گی۔ کیونکہ یہ شرم

وحیاء اور غیرت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ شرم وحیاء اور غیرت کا دینی یا اخلاقی تصور رکھنے والا کوئی انسان اس کو اپنی ماں، بہن اور دیگر محرمات کے معاملہ میں برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوگا۔ منقول منہ کے لیے تغیر خلق اللہ ہے، نیز مثلہ بھی ہے اور یہ نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ خصیتین اور مبیض دونوں کی منتقلی سے نسب میں اختلاط واشتباہ پیدا ہوتا ہے اور ہر وہ کام جو اشتباہ پیدا کرے حرام ہے۔ اس لیے یہ بھی حرام شمار ہوگا۔ اب رہی بات کہ خصیتین اور مبیض کے منتقل کرنے سے شخصی اور وراثتی اوصاف وخصائص بھی منتقل ہوتے ہیں یا نہیں۔ اس باب میں فیصلہ اطباء ماہرین سے لینا چاہیے اور ہماری معلومات کے مطابق اطباء اس کا جواب ہاں میں دیتے ہیں اس لیے اس ماہرانہ رائے کے بعد اس کی حرمت میں شبہ نہیں ہونا چاہیے۔[38]

مجوزین کے دلائل

(۱) مادہ منویہ اور حیوانات منویہ تو دراصل دوسرے مرد کے ہیں خصیہ تو صرف ان کو آگے پھینکنے یا نکالنے کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ گویا یہ صرف آلہ اور ذریعہ ہے۔

(۲) جب خصیہ کی پیوند کاری مکمل ہوگئی تو یہ خصیہ اس شخص کی ملکیت اور اس کے جسم کا جزو شمار ہوگا جس کو پیوند کیا گیا ہے۔ اور یہ "ڈونر" یعنی پہلے مالک کی ملکیت شمار نہ ہوگا۔ انتقال ملکیت کے بعد اس کے سارے اعمال کے لیے استعمال کے لیے شرعاً وہی مسؤل وذمہ دار ہوگا جس کے جسم میں لگایا گیا ہے۔

(۳) وراثتی صفات اور جنیات کی یکجائی یا مشابہت ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے، ایک ماں بیٹوں کی ولادت عام مشاہدہ کی بات ہے اور دونوں کی اولاد میں نکاح جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ وراثتی اور جینیاتی خصائص کی منتقلی ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ افضل یہی ہے کہ خصیتین اور باقی اعضاء تناسل منتقل نہ کیے جائیں۔[39]

تیسرا مؤقف

ایک خصیہ، ایک بیضہ دانی کی پیوند کاری جائز ہے۔

۱۔ خصتین کی منتقلی قطع نسل کا سبب بنتی ہے جبکہ ایک کے منتقل کرنے میں ایسا نہیں ہے۔[40]

۲۔ جس طرح دوسرے اعضاء میں ایک کو منتقل کرنا جائز ہے جیسے گردے وغیرہ تو ضرورت کے موقع پر یہ بھی جائز ہے۔[41]

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ یہ کہ ان اعضاء کو منتقل کرنے کی صورت میں جو موروثی صفات کی منتقلی کا باعث ہیں چونکہ خصیہ اور بیضہ دانی متعلقہ شخص کی موروثی صفات کی حامل ہوتے ہیں حتیٰ کہ دوسری جگہ منتقل کرنے کے بعد بھی ان کی یہ صفات باقی رہتی ہیں اس لئے ان کی پیوند کاری حرام ہے۔ اعضائے مخصوصہ کے علاوہ تناسلی نظام کے بعض دوسرے اعضاء جو موروثی صفات کو منتقل نہیں کرتے ان کی پیوند کاری جائز ہے۔[42]

عدم جواز پر اجماع

ڈاکٹر مصطفیٰ ذہبی نے اعضائے مخصوصہ کی پیوند کاری کے عدم جواز پر تمام فقہا کا اجماع نقل کیا ہے۔

"ان جميع الفقهاء اتفقو اعلى عدم جواز نقل الخصية او لمبيض"[٤٣]

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوندکاری کا حکم

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوندکاری کا مقصد ایک انسان کے دماغ کو دوسرے انسان میں منتقل کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد دماغ کے مخصوص خلیات جو کیمیاوی اور ہارمونی مادوں کو برابر مقدار میں خارج کرنے سے قاصر رہتے ہیں،ان کا علاج کرنا ہے۔اس کے لیے دوسری جگہ سے حاصل شدہ انہی کے مثل خلیوں کو ان کی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔اسی طرح اس عمل کا مقصد کسی چوٹ اور ضرب کے نتیجے میں اعصابی نظام میں واقع شدہ خلا کا علاج کرنا ہے:

۱۔اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ اسی مرض کا کلوی غدود ہو اور اس مریض کا جسم اس کو قبول کرلیتا ہو۔ تو شرعی طور پر اس کی پیوندکاری میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔اگر اس کا ماخذ کوئی حیوانی جنین ہو، تو اگر اس طریقے کی کامیابی کا امکان ہو اور اس میں شرعی خرابیاں لازم نہ آتی ہوں تو اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ ایسے زندہ خلیے ہوں جو جنین باکر کے دماغ سے حاصل کیے گئے ہوں تو اس کا شرعی حکم مندرجہ ذیل صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہو جائے گا۔

پہلا طریقہ

اس کا ماں کے پیٹ میں موجود انسانی جنین سے، رحم مادر کو جراحی کے ذریعے کھول کر براہ راست حاصل کیا جائے۔اس طریقے میں جنین کے دماغ سے خلیوں کو حاصل کرتے ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔یہ طریقہ شرعاً حرام ہے۔یہ عمل جنین کے بلا قصد طبعی اسقاط یا جنین کی موت کا یقین ہو جانے کے بعد ماں کی زندگی بچانے کے لیے کیے گئے اسقاط کے بعد کیا جائے۔

دوسرا طریقہ

یہ کہ دماغی خلیوں سے استفادہ کے لیے خصوصی طریقوں سے ان کی افزائش کی جائے۔شرعاً اس طریقے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ افزائش کردہ خلیوں کا ماخذ شرعی ہو اور اسے شرعی طریقے پر حاصل کیا گیا ہو۔[44]

حدود قصاص میں کٹے ہوئے اعضاء کی پیوندکاری کا حکم

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعدد ایسے واقعات کا ثبوت ملتا ہے جن میں طبیبِ کائنات نے اپنے صحابہ کرام کا علاج فرمایا۔خصوصاً وہ واقعات جن میں رسول اللہ نے جسم سے الگ شدہ اعضاء کو دوبارہ اپنی جگہ پر پیوند کر کے اپنے اعضاء کو دوبارہ پیوند کرنے کا جواز فراہم کیا۔انسان کے جسم سے جو حصہ الگ ہو جائے اسے دوبارہ پیوند کرنا جائز ہے اسکا جواز رسول اللہ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔ذیل میں اس کی کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔غزوہ بدر میں حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا بازو جسم سے جدا ہو گیا تو رسول اللہ نے اسے دوبارہ پیوند فرمایا تو وہ پہلے کی طرح جڑ گیا۔

۲۔غزوہ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا پہلو کٹ گیا تو رسول اللہ نے اس کٹے ہوئے حصے کو جوڑ کر لعاب دہن لگایا تو وہ جڑ گیا۔

۳۔اسی طرح حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنے سے ڈھیلا باہر نکل آیا تو رسول اللہ نے انکی آنکھ کے ڈھیلے کو مرکز میں رکھ کر لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی تو اسی وقت تکلیف ختم ہو گئی اور آنکھ درست ہو گئی۔

۴۔ غزوہ احد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہو گئی اور ڈھیلا باہر نکل آیا تو وہ اپنی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی ہتھیلی پر اٹھائے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میری ایک بیوی ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں اگر اس نے میری آنکھ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو وہ مجھے ناپسند کرے گی۔ رسول اللہ نے آنکھ کے ڈھیلے کو اپنے دست مبارک میں لیا اور اس کے مرکز میں رکھ دیا تو وہ آنکھ درست ہو گئی اور دوسری آنکھ سے زیادہ حسین و جمیل لگنے لگی۔[45]

کٹے ہوئے عضو کو پیوند کرانے میں فقہاء کرام کا نظریہ

امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کٹے ہوئے عضو کی پیوند کاری جائز ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد اور شوافع اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

فقہاءِ مالکیہ کا نظریہ

علامہ دسوقیؒ فرماتے ہیں: "فاذا اسقطت السّن جاز ردّہا وربطہا بشریط من ذہب او من فضة وانما جاز ردّہا لان میتة لآدمی طاہرة"[46] جب دانت گر جائے تو اسکو دوبارہ لگانا جائز ہے اور اسکو سونے چاندی کی تار سے باندھنا بھی جائز ہے اور گرتے ہوئے دانت کو دوبارہ لگانا اسلئے جائز ہے کہ آدمی کا مردہ جسم پاک ہے۔

فقہاء حنابلہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: صحیح مذہب یہ ہے کہ آدمی زندہ ہو یا مردہ، پاک ہے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مومن نجس نہیں ہوتا اور آدمی کے اجزاء کا حکم وہ ہے جو کل آدمی کا حکم ہے۔[47]

فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "ان سقطت سنّہ صارمیتةفلا یجوزلہ ان یعیدہا بعد ما بانت"[48] اگر کسی شخص کا دانت ٹوٹ جائے تو وہ دانت مردہ ہو جائے گا اور الگ ہونے کے بعد دوبارہ اس دانت کو اس جگہ لگانا جائز نہیں۔

فقہاء احناف کا نظریہ

فقہاء احناف کا اس میں اختلاف ہے کہ انسان کے جسم سے الگ ہونے کے بعد اسکے اعضاء واجزاء طاہر ہیں یا نجس۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرے ہوئے دانت کو دوبارہ لگانا جائز نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص کا دانت گر جائے تو اس دانت کی جگہ مردہ کا دانت لگانا بالاجماع مکروہ ہے اسی طرح امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی دانت کو دوبارہ لگانا بھی مکروہ ہے لیکن کسی ذبح شدہ بکری کا دانت لے کر اسکی جگہ لگانا جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ اپنے دانت کو دوبارہ لگانے میں کوئی حرج نہیں اور دوسرے کا دانت لگانا مکروہ ہے۔[49]

فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔ یعنی اگر کوئی عضو جسم سے علیحدہ ہو جائے تو اسے دوبارہ اپنی جگہ پر پیوند کرنا جائز ہے۔

حدود وقصاص میں کٹے ہوئے اعضاء کی پیوند کاری کا حکم

میڈیکل سائنس کے ترقی یافتہ دور میں یہ ممکن ہو گیا ہے کہ جیسے ہی چور کا ہاتھ کاٹا جائے تو اس کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کلائی کے ساتھ فوراً

پیوند کیا جا سکتا ہے۔اس صورت میں ائمہ کرام کے مذکورہ اختلاف کے تناظر میں اور امام ابو یوسف کے قول کے مفتٰی بہ ہونے کی بنا پر چور کے کٹے ہوئے ہاتھ کی پیوند کاری جائز ہے یا نہیں ؟اس مسئلے میں علماء کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل ہو گیا۔اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے دوبارہ ہاتھ جوڑنے سے منع نہیں کیا اسلئے اس ہاتھ کو اگر دوبارہ جوڑ دیا گیا تو یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔اور حدّیں صرف زجر کے لئے ہوتی ہیں اعضاء کو تلف کرنے کے لیے نہیں ہوتیں اور ہاتھ کاٹ دینے سے زجر کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے کیونکہ جب مجمع عام میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو اسے دیکھنے والوں کو عبرت ہو گی اور نکال (عبرت) کا تقاضا پورا ہو جائے گا۔

دوسری رائے

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ وہ چوری کرنے سے باز رہے اور ممکنہ حد تک اسکی چوری کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے اور دوبارہ اس کا ہاتھ جوڑنے میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخالفت ہے۔ہاتھ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہیے اس کا اب چور مالک ہے نہ کوئی اور شخص۔[50]

فقہی اکیڈمی کا فیصلہ

شریعت اسلامیہ میں حد یا قصاص میں اعضاء کو کاٹنے سے مقصود یہ ہے کہ جرائم کا خاتمہ ہو اس کے لیے شریعت نے حدود مقرر کی ہوئی ہیں کہ اگر کوئی جرم کا ارتکاب کرے تو اسے سزا ملے اور یہ سزا دوسروں کے لیے عبرت بنے اور یہ سزا عبرت تب ہی بن سکتی ہے جبکہ اس کے اثرات کو باقی رکھا جائے۔اس لیے حد نافذ کرنے کے بعد کٹے ہوئے عضو کو واپس لوٹانا جائز نہیں اسی صورت میں ہی تنفیذ حد کا مکمل حق ادا ہو جاتا ہے اور فریق ثانی مجنی علیہ کے ساتھ بھی عدل وانصاف کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے اور امن وسلامتی اور جرائم کا استعمال بھی اسی صورت میں ممکن ہے۔

لیکن بعض علماء نے حد یا قصاص میں کٹے ہوئے عضو کا واپس منتقل کرنے کی چند صورتوں میں اجازت دی ہے۔

(۱) وہ عضو جو کسی بھی غلطی کی بناء پر کاٹ دیا گیا ہو خواہ غلطی حاکم (قاضی) کی طرف سے ہو یا جلاد (حد نافذ کرنے ولا) کی طرف سے ہو اس کٹے ہوئے عضو کو واپس اپنی جگہ لوٹانا جائز ہے۔

(۲) فریق ثانی مجنی علیہ (جو حد یا قصاص کا مطالبہ کرنے والا ہوتا ہے) حد نافذ ہو چکنے کے بعد کٹے ہوئے عضو کو واپس لوٹانے کی اجازت دیدے تب بھی اس عضو کو واپس لوٹانا جائز ہے۔

(۳) جانی جرم کا ارتکاب کرنے والا اس کٹے ہوئے عضو کو واپس لوٹانے پر بھی قادر ہو تو اس عضو کو واپس لوٹانا جائز ہے۔[51]

اعضاء کی پیوند کاری کے لئے جنین کے استعمال کا حکم

عام حالت میں تو جنین کو انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں البتہ چند صورتوں میں شرائط کے ساتھ اس کی اجازت ہے:

(۱) انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے لئے جنین کو استعمال کرنے کی غرض سے اسقاط کرانا جائز نہیں، ہاں البتہ جو جنین بلا قصد خود بخود، ساقط ہو جائے یا جو شرعی ضرورت کی بنا پر ساقط کیا گیا ہو اس پر شرعی موت واقع ہو چکی ہو تو اس کو استعمال میں لانا جائز ہے۔

(۲) اگر جنین زندگی برقرار رکھنے کے قابل ہے تو پھر اس کی زندگی کی بقاء اور حفاظت کے لئے تمام تر طبّی سہولیات مہیا کی جائینگی اور اس کا مکمل علاج کیا جائے گا۔

(۳) اگر وہ زندگی برقرار رکھنے کے قابل نہیں تو پھر جب تک اس کی شرعی موت واقع نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو پیوند کاری کے لئے استعمال میں لانا جائز نہیں۔(۴) مذکورہ عمل ضرورت کے تحت جائز ہے لیکن تجارتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔

(۵) اعضاء کی پیوند کاری کے عمل کی سرپرستی ماہر اطباء کے سپرد ہونی چاہیے۔[52]

اسلامی فقہ اکیڈمیز کے فیصلے اور شرائط

مختلف فقہ اکیڈمیز نے چند سخت شرائط کے ساتھ اعضا کی پیوند کاری کی اجازت دی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان[53] اور ہیئۃ کبار العلماء[54] المجمع الفقھی الاسلامی مکہ مکرمۃ[55] مجمع الفقہ الاسلامی جدہ[56]، اسلامک فقہ اکیڈمی اردن[57] اسلامک فقہ اکیڈمی ازہر مصر[58]، سعودی عرب کے علماء کی دائمی کمیٹی[59]، اسلامک فقہ اکیڈمی الجزائر[60] کویت کی سرکاری کمیٹی برائے افتاء[61]، اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا[62]، اسلامی فقہ اکیڈمی سوڈانی[63]، یورپین علماء کی مجلس افتاء و تحقیق[64]، ان تمام فقہ اکیڈمیز نے اعضاء کی پیوند کاری کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ

یجوز نقل العضو من جسم انسان الیٰ انسان آخر ان کان ھذا العضو یتجدّد تلقائیاً کالدم و الجلد، ویرعی فی ذالک اشتراط کون الباذل کامل الاھلیة وتحقق الشروط المعتبرہ۔[65]

اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ

ان اخذ من جسم انسان حی وزراعه فی جسم انسان آخر مضطر الیه لانقاض حیاته او لاستعادة وظیفة من وظائف الاعضاء الاساسية هو عمل جائز لا يتنافى مع الكرامة الانسانية بالنسبة للماخوذ منه كما ان فيه مصلحة كبيرة و اعانة خيرة للمزروع فيه۔[66]

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا فیصلہ

(۱) اعضائے انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔

(۲) اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اس کا کوئی عضو اس طرح بے کار ہو کر رہ گیا ہے کہ اگر اس عضو کی جگہ کسی دوسرے عضو کی اس جسم میں پیوند کاری نہ کی جائے تو قوی خطرہ ہے کہ اس کی جان چلی جائے گی اور سوائے انسانی عضو کے کوئی دوسرا متبادل اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا اور ماہر قابل اطباء کو یقین ہے کہ سوائے عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت کے کوئی راستہ اس کی جان بچانے کا نہیں ہے اور عضو انسانی کی پیوند کاری کی صورت میں ظن غالب ہے کہ اس کی جان بچ جائے گی اور متبادل عضو انسانی اس مریض کے لیے فراہم ہے تو ایسی ضرورت و مجبوری اور بے بسی کے عالم میں عضو انسانی کی پیوند کاری کروا کر اپنی جان بچانے کی تدبیر کرنا مریض کے لیے مباح ہے

(۳) اگر کوئی تندرست شخص ماہر اطباء کی رائے کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک گردہ نکال لیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور وہ اپنے رشتہ دار مریض کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ اگر اس کا خراب گردہ اگر بدلا

نہیں گیا تو بظاہر اس کی موت یقینی ہے اور اس کا کوئی متبادل نہیں ہے تو اس حالت میں اس کو لینا جائز ہوگا کہ وہ بلا قیمت اپنا ایک گردہ اس مریض کو دے کر اس کی جان بچائے۔

(4) اگر کسی شخص نے یہ ہدایت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء پیوند کاری کے لیے استعمال کیے جائیں جسے عرف عام میں وصیت کہا جاتا ہے۔ از روئے شرع اسے اصطلاحی طور پر وصیت نہیں کہا جا سکتا اور ایسی وصیت اور خواہش شرعاً قابل اعتبار نہیں۔[67]

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے دو گواہوں اور اقرب وارث کی موجودگی میں اعضاء کے استعمال کی وصیت کو جائز قرار دیا ہے۔ باقی تمام امور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی تجاویز سے ملتے جلتے ہیں۔ کونسل نے اسے آرڈیننس کی شکل دے کر وزارت صحت کو بھجوادیا ہے، اب حکومت پاکستان نے اسے نافذ کر دیا ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ کونسل نے اس آرڈیننس کی تیاری میں مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، المجمع الفقھی المکۃ المکرمہ، ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلہ جات کے ساتھ ساتھ دمشق کے محقق ڈاکٹر محمد فارح کا علمی اور تحقیقی مقالہ بھی پیش نظر رکھا ہے۔[68]

البتہ کونسل نے وصیت کو جائز رکھ کر غلطی کی ہے۔ اس لیے کہ یہ اعضاء انسانی کی عمومی اہانت کا دروازہ کھولنا ہے۔ یہاں بھی واضح رہے کہ مانعین میں سے پاکستان سے ڈاکٹر عبدالواحد کے رائے یہ ہے کہ ایک محدود حد تک پیوند کاری کی اجازت ہے مثلاً (Needle biopsy) کے ذریعے معطی کے جگر کے کچھ خلیے لے کر مریض کے جسم میں داخل کر دیے جائیں جن میں تقسیم در تقسیم کے عمل سے اضافہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اس عمل کے ذریعے ہڈی کا گودا (Bone marrow) حاصل کر کے مریض کے جسم میں داخل کرنا جائز ہوگا۔[69]

اعضاء کی پیوند کاری کی شرائط

جن علماء نے اعضاء کی پیوند کاری کو جائز لکھا ہے ان کے نزدیک یہ عمل اس وقت درست ہوگا جب مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں:

۱۔ معطی نے مطلق طور پر اپنے اعضاء نکالنے کی اجازت دی ہو بغیر اجازت عضو نکالنا حرام ہے اور اگر عضو نکالنے کی صورت میں اس کی وفات ہو گئی یا اس کا کوئی عضو بیکار ہو گیا، ایسی صورت میں عضو نکالنے والے پر لازمی ہوگا کہ وہ دیت ادا کرے اور اگر بالقصد ایسا کیا ہے تو قصاص واجب ہوگا۔

۲۔ معطی کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے۔ وہ فیصلہ کرنے میں خود مختار ہو اس پر کسی قسم کا کوئی خارجی دباؤ نہ ہو۔

۳۔ معطی کی نیت خالص ہو اس کا مقصد محض راہ خدا میں اپنا عضو صدقہ کر دینا ہو اس کا بدل اس کو مطلوب نہ ہو تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ انسان کے کسی عضو کی بھی بیع و شراء جائز نہیں کیونکہ انسان ایک مکرم و محترم ہے۔

۴۔ عضو ایسا ہو جس کے نکالنے سے معطی کی ہلاکت نہ ہو یا اس کی وجہ سے فالج زدہ نہ ہو جو اس کی دینی و دنیوی ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں رکاوٹ بنے۔

۵۔ عضو نکالنے کی اجازت خود معطی نے اپنی زندگی میں ہی دی ہو یا اس کے ورثاء نے اس کی وفات کے بعد دی ہو۔

۶۔ عضو نکالنے میں نعش کی ہیئت مثلہ جیسی نہ ہو جاتی ہو کیونکہ نبیؐ نے مثلہ کرنے سے روکا ہے۔

۷۔ عضو نکالنے کا عمل اس وقت کیا جائے جب پوری طرح متحقق ہو جائے کہ معطی کی وفات ہو چکی ہے۔

۸۔ غیر کو بچانے کے لیے معطی کا عضو اس وقت نکالا جائے گا جب کوئی متبادل موجود نہ ہو کیونکہ اصلاً یہ فعل حرام ہے۔[70]

راقم الحروف کی رائے

دنیا بھر میں اس وقت مختلف اعضاء انسانی کو جدید ٹیکنالوجی کی ذریعے بڑے کامیاب طریقے سے پیوند کیا جارہا ہے اس لیے اگر کوئی شخص اپنے کسی ایسے عضو کو کہ جس کے عطیہ کرنے سے میڈیکلی اس کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو کسی بھی رشتہ دار یا غیر کو عطیہ کرنا چاہے تو معاشرتی، قانونی اور شرعی طور پر اس کی اجازت ہے۔ لیکن بہتر یہ کہ اعضاء کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سٹم سیلز ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے جیسے کے جاپانی سائنسدانوں نے سٹم سیلز ٹیکنالوجی کی مدد سے مصنوعی انسانی جگر تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس جگر کے لیے سٹم سیلز انسانی خون اور جلد سے حاصل کیے گئے تھے۔[71]

برطانوی سائنسدانوں نے سٹم سیلز کی مدد سے انسانی اعضاء کی تیاری کا کام لیبارٹری میں شروع کر رکھا ہے اس سلسلے میں انسانی ناک اور کان کے ساتھ ساتھ خون کی نالیاں بھی تیار کی جارہی ہیں۔ انہوں نے اپنی لیبارٹری میں ایک برطانوی شہری کی ناک تیار کی جس کی ناک کینسر کی وجہ سے ضائع ہو گئی تھی۔ محققین نے اس کی چربی سے سٹم سیلز لے کر دو ہفتوں کے لیے انہیں لیبارٹری میں نمو دی اور اس کے بعد اسے بڑھنے کے لیے اس شخص کے بازو سے پیوند کر دیا گیا تھا۔[72] اس ٹیکنالوجی کے استعمال سے نہ صرف انسانی اعضاء کی ضرورت کو پورا کیا جاسکے گا، بلکہ علماء کے درمیان عطیہ اعضاء انسانی کا اختلاف بھی ختم ہو جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] ۔ محمد علی البار، ڈاکٹر، **الموقف الفقہی والاخلاقی من قضیہ زرع الاعضاء**، دار القلم بیروت، طبع اول 1994ء، ص 49-41۔

[2] http://www.gsds.org/faq/history.html-

[3] ۔ سید جمیلی، ڈاکٹر، **آیات اللہ فی عملیات نقل القلب**، مشمولہ مجلہ الازہر، جز نمبر 5 مارچ 1983ء، ص 710۔

[4] ۔ محمد علی البار، ڈاکٹر، **الموقف الفقہی والاخلاقی من قضیہ زرع الاعضاء**، ص 76۔

[5] www.donors1.org/donation/history.html.

[6] Ibid.

[7] Ibid.

[8] http://www.gsds.org/faq/history.html.

[9] www.islamonline.net.arabic.

[10] ۔ صبیحہ داغ، ڈاکٹر، **التعقیم لم یعد مشکلۃ بلا حل**، مشمولہ مجلہ العربی، شمارہ نمبر 552، نومبر 1979ء، ص 13۔

[11] ۔ روزنامہ جنگ لاہور، 14 اپریل 2013۔

[12] www.chrcrm.org/doc-contre-hudson.htm.

[13] http://www.marrow.org/medical/cord-donation-advanced.html.

[14] http://www.aljazeera.nethealth/2001/1/1-19-3.htm.

[15] Ibid.

[16] Ibid.

[17] Ibid.

[18] ۔الرویۃ الاسلامیہ لبعض الممارسات الطبیۃ، ثبت اعمال الندویہ، منعقدہ 8اپریل،ا987ء کویت، ص670۔

[19] ۔عبدالسلام عبادی، ڈاکٹر، حکم الاستفادۃ من الاجنۃ المجھضۃ اوالزائدۃ عن الحاجۃ، مشمولہ مجلہ الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج3، ص1836۔

[20] ۔مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج3، ص2082۔

[21] ۔محمد نعیم یاسین، ڈاکٹر، حقیقۃ الجنین وحکم الانتفاع بہ زراعۃ الاعضاء والتجارب العلمیہ، مشمولہ فقہیہ قضایاطبیہ معاصرہ، ص119، 120۔

[22] ۔مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج3، ص2125۔

[23] ۔احمد رجائی، ڈاکٹر، الرویۃ الاسلامیہ لزراعۃ بعض الاعضاء البشریۃ، ثبت اعمال الندوہ، منعقدہ 23اکتوبر1979ء سلسلہ مطبوعات، کویت، ص48۔241۔

[24] ۔سورۃ طٰہٰ، 20:114۔

[25] ۔المؤمنون، 23:12۔

[26] ۔احمد رجائی، ڈاکٹر، الرؤیۃ الاسلامیہ لزراعۃ بعض الاعضاء البشریۃ، ص48۔241۔

[27] ۔انٹر نیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دلی، انڈیا، طبع دوم 2012ء ص188۔

[28] ۔ڈے این اے ٹیسٹ کے شرعی مسائل، اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا، دارالاشاعت، کراچی ص39۔

[29] ۔حمداتی، ڈاکٹر، زراعۃ الغدود التناسلیۃ، مشمولہ مجلہ المجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج:1، ص2539:2532۔

[30] ۔بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولہ، 2219/5، دار طوق النجاہ، 1422ھ، ح:5599۔

[31] ۔حمداتی، ڈاکٹر، زراعۃ الغدود والتناسلیۃ، ص2538۔

[32] ۔صحیح بخاری، کتاب ا لنکاح، باب مایکرہ من التبتل والخصاء، 7/ 4، ح:5075۔

[33] ۔شنقیطی، محمد مختار ڈاکٹر، احکام الجراحۃ الطبیہ وآثارہا المرتبہ علیھا، مکتبۃ الصحابہ، س-ن، ص368۔

[34] ۔مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج3، ص2136۔

[35] www.saaid.net/post/yousf17hotmail

[36] ۔محمد الاشفر، ڈاکٹر، نقل وزراعۃ الاعضاء التناسلیہ، مشمولہ ثبت اعمال الندوہ، کویت، ص546۔

[37] ۔عارف علی عارف، قضایافقھیہ فی نقل الاعضاء البشریۃ، دار لکتب العلمیہ، 2012ء، ص130۔

[38] ۔شنقیطی، احکام الجراحۃ الطبیۃ، ص392۔398۔

[39] ۔عصمت اللہ، ڈاکٹر، اعضائے تناسل کی پیوندکاری کا شرعی حکم، مشمولہ المباحث الاسلامیہ، جامعۃ المرکز الاسلامی، بنوں جولائی 2008ء، ص109۔111-

[40] ۔شیخ عطیہ صفر، فتاویٰ دار الافتاۃ، مصر، فتویٰ:74۔

[41] ۔شنقیطی، احکام الجراحۃ الطبیہ، ص395۔

[42] ۔مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر6، ج3، ص2155۔

[43] ۔مصطفٰی الذھبی، ڈاکٹر، نقل الاعضاء بین الطب والدین، مکتبہ دار الحدیث قاہرہ، طبع اول 1993ء ص51۔

[44] ۔انٹر نیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، ص18718-5۔

[45] ۔حلبی، علی بن برہان الدین، السیرۃ الحلبیۃ، دار المعرفہ، بیروت، 1400ھ 178/2۔

[46]۔ دسوقی، محمد بن أحمد مالکي، **حاشیه الدسوقي علی الشرح الکبیر**، دار الفکر، بیروت، س-ن، 63/1۔

[47]۔ ابن قدامہ، **موفق الدین**، المغنی، مکتبہ قاہرہ۔ س-ن، 43/1۔

[48]۔ شافعي، أبو عبد اللہ محمد بن إدریس، **الأم**، دار المعرفہ، بیروت، 1990ء، 54/1۔

[49]۔ کاسانی، علاء الدین ابو بکر، **بدائع الصنائع**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، 1986ء، 132/5۔

[50]۔ سعیدی، غلام رسول، مولانا، **شرح صحیح مسلم**، مکتبہ فرید بک سنٹر، لاہور، طبع اول، 1988ء 760/4۔758۔

[51]۔ **انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے**، ص193-194۔

[52]۔ مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، **اہم فقہی فیصلے**، مکتبہ ادراۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، 1999ء، ص12۔13۔

[53]۔ **سالانہ رپورٹ، 2001، 2002ء، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان**، ص103-104۔

[54]۔ **ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب کا فیصلہ** نمبر99، 11/06/1402، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ1، ص37۔

[55]۔ **اسلامی فقہی اکیڈمی، مکہ مکرمہ کا فیصلہ**، 1405ھ/07/05، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلے، ص47۔

[56]۔ **مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ**، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ4، ج1، ص509۔

[57]۔ **مملکت اردن کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ**، 18/05/1977، بحوالہ، انتفاع الانسان باعضاء جسم، انسان آخر حیاًأو میتاً، عبد السلام، ڈاکٹر، ص411/10۔

[58]۔ مجمع البحوث الاسلامی جامعہ ازہر، **مجلہ ازہر**، جز اول، سلسلہ نمبر70، ص46۔

[59]۔ **سعودی عرب کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ**، 1402ھ/11/06، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ1، ص37۔

[60]۔ **الجزائر کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ**، بحوالہ، الانتفاع با جز الآدمی، عصبت اللہ، مولوی، فتویٰ تاریخ، 20/04/1972، ص278۔

[61]۔ **کویت کی سرکاری کمیٹی کا فیصلہ**، مجمع الفتاویٰ الشرعیہ الصادر عن قطاع الافتاء البحوث الشرعیہ، الکویۃ 294/2۔293۔

[62]۔ مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، **اہم فقہی فیصلے**، ء ص12۔13۔

[63]۔ **سوڈان کی سرکاری کمیٹی کا فتویٰ**، www.aaif.govsd/۔

[64]۔ **یورپین علماء کی مجلس افتاء کا فتویٰ**، www.e-cfr.org۔

[65]۔ **مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ**، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ4، ج1، ص509۔

[66]۔ **اسلامی فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ**، 1405ھ/07/05، مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلے، ص47۔

[67]۔ مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا، **اہم فقہی فیصلے**، مکتبہ ادراۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، 1999ء، ص12۔13۔

[68]۔ **سالانہ رپورٹ**، اسلامی نظریاتی کونسل 2002، 2001ء، ص103۔104۔

[69]۔ عبد الواحد، مفتی، ڈاکٹر، **فقہی مضامین**، مکتبہ مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2006ء ص363۔

[70]۔ لطفی، صفوت حسن، ڈاکٹر، **اسباب تحریم نقل وزرعۃ الاعضاء الآدمیہ**، مشمولہ، مجلہ الازہر، مدیر، احمد عبد الهادی، 1415ھ، جلد نمبر7، ص۔

[71]http://ur.shafaqna.com/general/item/10889(Cited:11-07-2014)

[72]http://www.dw.de//a-17581831(Cited:10-07-2014)